

سپریم کورٹ رپورٹس (2006) SUPP. 9 ایس سی آر

ریاست مدھیہ پردیش

بنام

کیدر یادو

30 نومبر 2006

(ارجیت پسیات اور ایس۔ ایچ۔ کپاڈیا، جسٹسز)

ضابطہ تعزیرات، 1860- دفعہ 307- قتل کی کوشش- اس کے اہم اجزاء بیان کیے گئے ہیں۔
حقائق، زخموں کی نوعیت، استعمال کیے گئے ہتھیار اور ڈاکٹروں کی رائے کہ زخم موت کا سبب بننے کے لیے کافی
تھے۔ اس طرح ٹرائل کورٹ کی طرف سے دفعہ 307 کے تحت ملزم کو سزا سنانا جائز ہے۔ تاہم، معاملے کے
متعلقہ پہلوؤں اور طویل عرصہ گزار جانے کو مد نظر رکھتے ہوئے ہائی کورٹ کی طرف سے دس سال کی سخت قید کی
سزا کو گزرے ہوئے عرصہ تک کم کرنا درست نہیں تھا۔ سزا/ سزا کا تعین۔

سزا/ سزا کا تعین:

مناسب سزا دینے کے لئے عدالت کی ذمہ داری۔ ملزم کے حق میں غیر ضروری ہمدردی، مناسب
سزا کے نفاذ کے پیچھے قانون کا اثر۔ منصفانہ اور مناسب سزا، تعین کا معیار۔ بیان کیا گیا ہے۔

ٹرائل کورٹ نے مدعا علیہ کو آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت قصور وار ٹھہرایا اور دس سال قید با مشقت
اور جرم ماننے کی سزا سنائی۔ عدالت عالیہ کے واحد جج نے سزا کو برقرار رکھا لیکن سزا کو پہلے سے گزری مدت
تک کم کر دیا۔ لہذا موجودہ اپیل۔

جزوی طور پر اپیل کی منظوری دیتے ہوئے، عدالت:

فیصلہ: 1.1. چوٹوں کی نوعیت، استعمال کیے گئے ہتھیار اور ڈاکٹروں کی رائے کہ زخم موت کا سبب بننے کے لئے کافی ہیں، ٹرائل کورٹ نے آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت قابل سزا جرم کے لئے ملزم۔ جواب دہندہ کو صحیح طور پر قصور وار ٹھہرایا تھا۔ (C-859)

کندن سنگھ بنام ریاست پنجاب (1982) 3 ایس سی سی 213، ممتاز۔

1.2۔ عدالت عالیہ نے سزا کو پہلے سے گزری مدت تک کم کرنے کا جواز پیش نہیں کیا۔ تمام متعلقہ پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے بشمول طویل وقت گزرنا جو سزائیں کمی کی بنیاد نہیں ہے، عدالت عالیہ کے حکم کو خارج کیا جاتا ہے، جہاں تک اس کا تعلق سزائی مدت میں کمی سے ہے۔ جواب دہندہ کو تین سال کے لئے حراست میں سزا دی جائے گی بشرطیکہ قانون میں اس طرح کی معافی دستیاب ہو اور اسے 10,000 روپے کا جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ (859-ڈی-ای)

سیوکا پیرومل وغیرہ۔ بنام ریاست تمل ناٹڈو اے آئی آر (1991) ایس سی 1463 پر بھروسہ کیا گیا۔

ڈینس کوسلی ایم سی جی دو تھا بنام ریاست کیلیفورنیا: 402 یو۔ ایس 28:183 ایل ڈی 2 ڈی 711
-حوالہ دیا گیا۔

2.1۔ آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت سزا کا جواز پیش کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ موت کا سبب بننے والی جسمانی چوٹ لگائی گئی ہو۔ اگرچہ اصل میں لگنے والی چوٹ کی نوعیت اکثر ملزم کے ارادے کے بارے میں پتہ لگانے میں کافی مدد فراہم کر سکتی ہے، لیکن اس طرح کے ارادے کو دیگر حالات سے بھی اخذ کیا جاسکتا ہے، اور کچھ معاملات میں، اصل زخموں کا کوئی حوالہ دیئے بغیر بھی پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ دفعہ ملزم کے عمل اور اس کے نتیجے کے درمیان فرق کرتی ہے، اگر کوئی ہو۔ جہاں تک حملہ کرنے والے شخص کا

تعلق ہے تو اس طرح کے عمل کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا ہے، لیکن پھر بھی ایسے معاملات ہو سکتے ہیں جن میں مجرم اس دفعہ کے تحت ذمہ دار ہوگا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ حملے کا شکار ہونے والے شخص کو دراصل لگنے والی چوٹ عام حالات میں حملہ کرنے والے شخص کی موت کا سبب بننے کے لئے کافی ہو۔ عدالت کو یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ عمل، چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو، ارادے یا علم کے ساتھ اور دفعہ میں بیان کردہ حالات کے تحت کیا گیا تھا۔ مجسما نہ ہونے کی کوشش کو آخری عمل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ قانون میں یہ کافی ہے، اگر اس پر عمل درآمد میں کوئی ارادہ موجود ہو اور اس پر عمل درآمد کیا جائے۔ (857-جی-ایچ؛ 858-اے-سی)

2.2۔ کیا قتل کرنے کا ارادہ تھا یا یہ جاننا کہ موت واقع ہوگی، حقیقت کا سوال ہے اور اس کا انحصار کسی معاملے کے حقائق پر ہوگا۔ ان حالات میں کہ ملزم کے ذریعہ لگنے والی چوٹ سادہ یا معمولی تھی، آئی پی سی کی دفعہ 307 کے اطلاق سے انکار نہیں کرے گی۔ سوال ارادہ یا علم ہے، جیسا کہ معاملہ ہو سکتا ہے، نہ کہ چوٹ کی نوعیت۔ (858-جی-ایچ)

2.3۔ جہاں تک سزا کا تعلق ہے تو دفعہ 307 دو صورتوں سے متعلق ہے۔ اول یہ کہ جو کوئی شخص ایسی نیت یا علم کے ساتھ کوئی کام کرتا ہے اور ایسے حالات میں کہ اگر وہ اس عمل کی وجہ سے موت کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے دس سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانے کی سزا بھی دی جائے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس طرح کے عمل سے کسی شخص کو چوٹ پہنچتی ہے تو مجرم یا تو عمر قید یا ایسی سزا کا مستحق ہوگا جیسا کہ پہلے حصے میں اشارہ کیا گیا ہے یعنی 10 سال۔ (859-اے-بی)

ریاست مہاراشٹر بنام بلرام باماپاٹل اور دیگران۔ (1983) 2 ایس سی سی 28۔ گرجا شکر بنام ریاست اتر پردیش (2004) 3 ایس سی سی 793۔ اور آر پرکاش بنام ریاست کرناٹک جے ٹی (2004) 2 ایس سی سی 348 پر بھروسہ کیا گیا۔

سر جو پرساد بنام ریاست بہار اے آئی آر (1965) ایس سی سی 843، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

فوجداری ایپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 2004 کی فوجداری اپیل نمبر 1334۔

مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے 3-7-2003 کے آخری فیصلے اور حکم سے جبل پور میں فوجداری اپیل نمبر 763/2002 میں۔

درخواست گزار کی طرف سے ایس کے دو بے سی ڈی سنگھ اور میر وساگر سامنترے۔

جواب دہندہ کی طرف سے آر سی پاٹھ، آر ڈی راٹھور، ادے کمار اور کے کے گپتا شامل ہیں۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

جسٹس ارجیت پاسایت۔ اس اپیل میں چیلنج مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے ایک فاضل واحد جج کے فیصلے کو ہے۔ واحد جج نے تعزیرات ہند کی دفعہ 307 (مختصر طور پر آئی پی سی) کے تحت قابل سزا جرم کے لئے جواب دہندہ کی سزا کو برقرار رکھتے ہوئے سزا کو پہلے سے ہی کم کر کے 1 سال اور 3 ماہ کر دیا۔ نجلی عدالت نے جواب دہندہ کو قصور وار پایا تھا اور دس سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپے جرمانے کی سزا سنائی تھی۔

پس منظر کے حقائق مختصر طور پر درج ذیل ہیں:

جواب دہندہ نے مبینہ طور پر شکایت کنندہ پروت سنگھ پر کلہاڑی سے حملہ کیا جس سے کئی افراد شدید زخمی ہو گئے۔ شکایت کنندہ پروت سنگھ (پی ڈبلیو 10) نے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرائی کہ جب وہ ڈاکٹر اے لال کر سچن ہاسپٹل میں رات کی ڈیوٹی کر رہا تھا تو ملزم نے اس کے سر پر کلہاڑی اور جسم کے دیگر حصوں سے وار کیا۔ دیگر افراد بھی وہاں موجود تھے جنہوں نے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا۔ وہ شکایت کنندہ کو علاج کے لئے اسپتال لے گئے۔ پولیس اسٹیشن میں اطلاع درج کی گئی اور تحقیقات کی گئیں۔ مجسٹریٹ کو متعدد چوٹوں کے لئے اسپتال میں علاج کیا گیا تھا۔ تحقیقات مکمل ہونے کے بعد چارج شیٹ دائر کی گئی اور معاملے کو ٹرائل کے لئے لیا گیا۔ ملزم نے جھوٹا الزام لگانے کی درخواست قبول کی۔ میڈیکل رپورٹ اور ڈاکٹر کے بیان کے مطابق جزوی ہڈی کے اوپری حصے پر کٹا ہوا زخم تھا جو سیدھا کٹا ہوا تھا اور مذکورہ چوٹ کے نیچے متوازی سیدھا زخم تھا اور بائیں

سینے اور بائیں کندھے پر زخم پر کراس کٹا ہوا زخم تھا اور ڈاکٹر نے سر کا ایکسرے کرانے کا مشورہ دیا تھا۔ عسینی شاہدین اور ڈاکٹروں کے بیانات اور میڈیکل رپورٹ کے مطابق شکایت کنندہ کے جسم پر تیز دھار ہتھیار سے زخم آئے تھے۔ لہذا شکایت کنندہ کے جسم پر زخموں کی موجودگی کے بارے میں کوئی تنازعہ نہیں تھا۔

متاثرہ اور دیگر کے ثبوتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ٹرائل کورٹ نے ملزم کو قصور وار پایا اور اسے قصور وار ٹھہرایا اور پہلے کے مطابق سزا سنائی۔ ٹرائل کورٹ نے ڈاکٹر کے ثبوتوں کا نوٹس لیا جس نے پہلے منبر سے پوچھ گچھ کی تھی۔ ٹرائل کورٹ نے نوٹ کیا کہ ڈاکٹر کی رائے میں تمام چوٹیں تیز کلہاڑی یا کسی اور تیز دھار ہتھیار سے لگی تھیں اور یہ متاثرہ کی موت کا سبب بننے کے لئے کافی تھیں۔ ڈاکٹر نے متاثرہ کے سر، سینے اور بائیں کندھے کا ایکسرے کرانے کا مشورہ دیا تھا۔ کئی فریکچر بھی دیکھے گئے۔ زخموں اور استعمال کیے گئے ہتھیار کی سنگین نوعیت کا نوٹس لیتے ہوئے ٹرائل کورٹ نے ملزم جواب دہندہ کو قصور وار ٹھہرایا اور پہلے بیان کے مطابق سزا سنائی۔

جواب دہندہ نے عدالت عالیہ میں اپیل کو ترجیح دی۔ ملزم اور جواب دہندہ کی طرف سے عدالت عالیہ میں پیش ہونے والے فاضل وکیل نے سزا کے نتائج پر سوال نہیں اٹھایا۔ صرف ایک دعا کا تعلق جملے سے ہے۔ عدالت عالیہ نے بغیر کسی بحث کے صرف یہ مشاہدہ کیا کہ ملزم کو تقریباً ایک سال اور ساڑھے تین ماہ کی سزا سنائی گئی تھی، جرم کے ارتکاب میں اس کی عمر تقریباً 20 سال تھی اور دیہی علاقے سے آنے والا ایک غیر تعلیم یافتہ مزدور تھا۔ اس کے مطابق، قید کی سزا کی مدت کو پہلے سے گزرے ہوئے عرصے تک کم کر دیا گیا تھا۔

درخواست گزار ریاست کے وکیل نے کہا کہ عدالت عالیہ کی جانب سے دی گئی سزا بہت نرمی پر مبنی ہے۔ اس نوعیت کے معاملے میں کوئی نرمی نہیں دکھائی جانی چاہیے تھی۔

ڈاکٹر کے شواہد کا بغور جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ ملزم نے بے رحم اور ظالمانہ انداز میں متاثرہ کے سر اور کندھے پر حملہ کیا جس سے اسے شدید چوٹیں آئیں۔ لہذا سزا میں کمی غیر ضروری تھی۔

دوسری جانب جواب دہندہ کے وکیل نے کہا کہ اگرچہ ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ کے سامنے سزا کے بارے میں اعتراف جرم کیا گیا ہے جس کا واقعی مطالبہ نہیں کیا گیا تھا۔ بہر حال، یہ واقعہ تقریباً دو دہائی پہلے پیش آیا تھا۔ یہاں تک کہ اگر استغاثہ کے ورژن کو اس کی مجموعی طور پر قبول کر لیا جاتا ہے، تب بھی آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت قابل سزا جرم نہیں بنتا ہے اور زیادہ سے زیادہ یہ آئی پی سی کی دفعہ 324 کے تحت ہے۔ کنڈن سنگھ بنام کنڈن سنگھ معاملے میں اس عدالت کے فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے ریاست پنجاب (1982) 3 ایس سی سی 213 میں کہا گیا ہے کہ عدالت عالیہ نے سزائی مدت کو درست طور پر کم کیا ہے۔ حالانکہ یہ جانچنا ضروری نہیں ہے کہ آیا آئی پی سی کی دفعہ 307 میں کوئی درخواست تھی یا نہیں، جواب دہندہ کے موقف کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ حقیقت میں آئی پی سی کی دفعہ 307 میں کوئی درخواست نہیں تھی، ہم نے اس درخواست پر غور کیا ہے۔

ناکانی سزا دینے سے انصاف کے نظام کو مزید نقصان پہنچے گا اور قانون کی افادیت پر عوام کے اعتماد کو نقصان پہنچے گا اور اس طرح کے سنگین خطرات کے تحت معاشرہ زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتا۔ لہذا یہ ہر عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ جرم کی نوعیت اور اس پر عمل درآمد کے طریقہ کار وغیرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے مناسب سزا دے۔ یہ موقف اس عدالت نے سیوکاپیرومل وغیرہ میں واضح طور پر بیان کیا تھا۔ ریاست تمل ناڈو، اے آئی آر (1991) ایس سی 1463۔

ہر معاملے کے حقائق اور حالات پر غور و خوض کرنے کے بعد، کسی جرم کے لئے دی جانے والی منصفانہ اور مناسب سزا کا فیصلہ کرنے کے لئے، جن سنگین اور کم کرنے والے عوامل اور حالات میں جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے، عدالت کی طرف سے واقعی متعلقہ حالات کی بنیاد پر نازک طریقے سے متوازن کیا جانا چاہئے۔ توازن قائم کرنے کا ایسا عمل واقعی ایک مشکل کام ہے۔ ڈینس کونکل ایم سی جی ڈو تھا بنام ریاست کیلیفورنیا: 402 امریکی 183:28 ایل ڈی 2 ڈی 711 اس کی نشاندہی بہت مناسب طریقے سے کی گئی ہے۔ کہ فول پروف نوعیت کا کوئی فارمولا ممکن نہیں ہے جو جرم کی سنگینی کو متاثر کرنے والے لامحدود حالات میں منصفانہ اور مناسب سزا کا تعین کرنے میں ایک معقول معیار فراہم کرے۔ کسی فول پروف فارمولے کی عدم موجودگی میں جو جرم کی سنگینی کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف حالات کا درست اندازہ لگانے کے لئے معقول معیار کے لئے کوئی بنیاد فراہم کر سکتا ہے، ہر معاملے کے حقائق میں صوابدیدی فیصلہ ہی واحد طریقہ ہے جس میں اس طرح کے فیصلے کو منصفانہ طور پر الگ

کیا جاسکتا ہے۔

مقصد یہ ہونا چاہئے کہ معاشرے کی حفاظت کی جائے اور مجرم کو مناسب سزائیں دے کر قانون کے طے شدہ مقصد کو حاصل کرنے سے روکا جائے۔ توقع کی جاتی ہے کہ عدالتیں سزا کا نظام چلائیں گی تاکہ ایسی سزائیں دی جاسکیں جو معاشرے کے ضمیر کی عکاسی کرتی ہوں اور سزا کا عمل جہاں ہونا چاہیے وہاں سخت ہونا چاہیے۔

بہت سے معاملات میں معاشرتی نظام پر اس کے اثرات پر غور کیے بغیر سزا کا نفاذ حقیقت میں ایک بیکار مشق ہو سکتی ہے۔ جرم کے سماجی اثرات، مثال کے طور پر جہاں اس کا تعلق خواتین کے خلاف جرائم، ڈکیتی، اغوا، عوامی پیسے کے غلط استعمال، غداری اور اخلاقی پستی یا اخلاقی جرائم سے متعلق دیگر جرائم سے ہے جن کا معاشرتی نظم و نسق اور عوامی مفاد پر بہت اثر پڑتا ہے، نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور مثالی سلوک کی ضرورت ہے۔ اس طرح کے جرائم کے سلسلے میں صرف وقت گزرنے کی وجہ سے معمولی سزائیں دینا یا بہت زیادہ ہمدردانہ رویہ اختیار کرنا طویل مدت میں نتیجہ خیز اور سماجی مفاد کے خلاف ہوگا جس کی دیکھ بھال اور اسے سزا کے نظام میں موجود ڈیٹریس کے ذریعے مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

عدالت اپنے فرائض میں ناکام ہو جائے گی اگر کسی ایسے جرم کے لئے مناسب سزا نہیں دی جاتی ہے جو نہ صرف انفرادی متاثرہ کے خلاف بلکہ اس معاشرے کے خلاف بھی کیا گیا ہے جس سے مجرم اور متاثرہ کا تعلق ہے۔ کسی جرم کے لئے دی جانے والی سزا غیر متعلقہ نہیں ہونی چاہئے بلکہ یہ اس ظلم اور بربریت کے مطابق ہونی چاہئے جس کے ساتھ جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے، جرم کی سنگینی جس سے عوامی نفرت کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے ”مجرم کے خلاف انصاف کے لئے معاشرے کے مطالبے کا جواب دینا چاہئے“۔

واضح رہے کہ مبینہ جرم انتہائی سنگین نوعیت کا تھا۔ دفعہ 307 قتل کی کوشش سے متعلق ہے۔ یہ اس طرح ہے:

”جو کوئی شخص ایسی نیت یا علم کے ساتھ کوئی کام کرتا ہے اور ایسے حالات میں کہ اگر وہ اس عمل سے موت کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے قتل کا مرتکب قرار دیا جائے گا تو اسے دس سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانے کی سزا بھی دی جائے گی۔ اور، اگر اس طرح کے عمل سے کسی شخص کو چوٹ پہنچتی ہے، تو مجرم یا تو (عمر قید) کا ذمہ دار ہوگا، یا ایسی سزا کا ذمہ دار ہوگا جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

اس دفعہ کے تحت سزا کا جواز پیش کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ موت کا سبب بننے والی جسمانی چوٹ لگائی گئی ہو۔ اگرچہ اصل میں لگنے والی چوٹ کی نوعیت اکثر ملزم کے ارادے کے بارے میں پتہ لگانے میں کافی مدد فراہم کر سکتی ہے، لیکن اس طرح کے ارادے کو دیگر حالات سے بھی اخذ کیا جاسکتا ہے، اور کچھ معاملات میں، اصل زخموں کا کوئی حوالہ دیئے بغیر بھی پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ دفعہ ملزم کے عمل اور اس کے نتیجے کے درمیان فرق کرتی ہے، اگر کوئی ہو۔ جہاں تک حملہ کرنے والے شخص کا تعلق ہے تو اس طرح کے عمل کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا ہے، لیکن پھر بھی ایسے معاملات ہو سکتے ہیں جن میں مجرم اس دفعہ کے تحت ذمہ دار ہوگا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ حملے کا شکار ہونے والے شخص کو دراصل لگنے والی چوٹ عام حالات میں حملہ کرنے والے شخص کی موت کا سبب بننے کے لئے کافی ہو۔ عدالت کو یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ عمل، چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو، ارادے یا علم کے ساتھ اور دفعہ میں بیان کردہ حالات کے تحت کیا گیا تھا۔ مجرمانہ ہونے کی کوشش کو آخری عمل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ قانون میں یہ کافی ہے، اگر اس پر عمل درآمد میں کوئی ارادہ موجود ہو اور اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

دفعہ 307 کے تحت سزا کا جواز پیش کرنے کے لئے یہ کافی ہے اگر اس پر عمل درآمد میں کوئی ارادہ موجود ہو۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ موت کا سبب بننے والی جسمانی چوٹ لگائی گئی ہو۔ یہ دفعہ ملزم کے عمل اور اس کے نتائج کے درمیان فرق کرتی ہے، اگر کوئی ہو۔ عدالت کو یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا یہ عمل، چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو، ارادے یا علم کے ساتھ اور دفعہ میں بیان کردہ حالات کے تحت کیا گیا تھا۔ لہذا آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت ملزم کو صرف اس وجہ سے بری نہیں کیا جاسکتا کہ متاثرہ کو لگنے والے زخم معمولی چوٹ کی نوعیت کے تھے۔

اس موقف کو ریاست مہاراشٹر بنام بلرام باماپاٹل اور دیگر، (1983) 2 ایس سی سی 28، گر جاشنکر بنام ریاست اتر پردیش (2004) 3 ایس سی سی 793 اور آر پرکاش بنام ریاست کرناٹک، بے ٹی (2004) 2 ایس سی 348 میں اجاگر کیا گیا تھا۔

سر جو پرساد بنام ریاست بہار، اے آئی آر (1965) ایس سی 843 کے پیرا 6 میں یہ مشاہدہ کیا گیا تھا کہ صرف یہ حقیقت کہ ملزم کی طرف سے دی گئی چوٹ نے اصل میں متاثرہ کے کسی اہم عضو کو نہیں کاٹا، خود اس عمل کو دفعہ 307 کے دائرے سے باہر نکالنے کے لئے کافی نہیں ہے۔

کیا قتل کرنے کا ارادہ تھا یا یہ جاننا کہ موت واقع ہوگی، حقیقت کا سوال ہے اور اس کا انحصار کسی معاملے کے حقائق پر ہوگا۔ ان حالات میں کہ ملزم کے ذریعہ لگنے والی چوٹ سادہ یا معمولی تھی، آئی پی سی کی دفعہ 307 کے اطلاق سے انکار نہیں کرے گی۔ سوال ارادہ یا علم ہے، جیسا کہ معاملہ ہو سکتا ہے، نہ کہ چوٹ کی نوعیت۔

جہاں تک سزا کا تعلق ہے تو دفعہ 307 دو صورتوں سے متعلق ہے۔ اول یہ کہ جو کوئی شخص ایسی نیت یا علم کے ساتھ کوئی کام کرتا ہے اور ایسے حالات میں کہ اگر وہ اس عمل کی وجہ سے موت کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے دس سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانے کی سزا بھی دی جائے گی۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس طرح کے عمل سے کسی شخص کو چوٹ پہنچتی ہے تو مجرم یا تو عمر قید یا ایسی سزا کا ذمہ دار ہوگا جیسا کہ پہلے حصے میں اشارہ کیا گیا ہے یعنی 10 سال۔

چوٹوں کی نوعیت، استعمال کیے گئے ہتھیار اور ڈاکٹروں کی رائے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ چوٹیں موت کا سبب بننے کے لئے کافی تھیں، بڑا اعلیٰ کورٹ نے آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت قابل سزا جرم کے لئے ملزم جواب دہندہ کو صحیح طور پر قصور وار ٹھہرایا تھا۔ کنڈن سنگھ کا معاملہ (اوپر) کے فیصلے کا موجودہ معاملے کے حقائق پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔ فیصلہ حقائق کے پس منظر میں پیش کیا گیا تھا جیسا کہ فیصلے میں دیکھا گیا ہے۔

مندرجہ بالا اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، ناگزیر نتیجہ یہ ہے کہ عدالت عالیہ نے سزا کو پہلے سے گزری مدت تک کم کرنے کا جواز پیش نہیں کیا۔ تمام متعلقہ پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے بشمول طویل وقت گزرنا جو سزائیں کمی کی بنیاد نہیں ہے، عدالت عالیہ کے حکم کو خارج کیا جاتا ہے، جہاں تک اس کا تعلق سزائی مدت میں کمی سے ہے۔ جواب دہندہ کو تین سال کے لئے تحویل میں سزا دی جائے گی بشرطیکہ اس طرح کی معافی قانون میں دستیاب ہو۔ اس کے علاوہ 10 ہزار روپے جرمانہ بھی ادا کیا جائے گا۔ رقم آج سے تین ماہ کے اندر جمع کرائی جائے گی۔ اگر رقم جمع نہیں کرائی جاتی ہے تو کوتاہی سزا ایک سال قید بامشقت ہوگی۔ اگر یہ رقم جمع کرائی جاتی ہے تو متاثرہ پروت سگھ کو 8000 روپے کی رقم ادا کی جائے گی۔

این۔ بے

اپیل جزوی طور پر منظور ہے۔